بسم اللہ الرحمن الرحیم

"ہمارا خدا، زندہ خدا"

تقریر عطاء المجیب راشد۔ جلسہ سالانہ برطانیہ 2016

اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

اللہ! اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا (اور) قائم بالذات ہے۔ اُسے نہ تو اُونگھ پکڑتی ہے اور نہ نیند۔ اُسی کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔

(سورۃ البقرۃ 2:256)

افتتاحیہ:

میری تقریر کا عنوان ہے: ہمارا خدا، زندہ خدا

چار الفاظ کا یہ عنوان اپنے اندر معانی کا ایک سمندر رکھتا ہے۔ اس عنوان میں آج کی اس دنیا کے لئے حقیقی نجات کا پیغام ہے جو مادیت میں گُم اور خدا تعالیٰ کے وجود سے مُنکر ہوتی جارہی ہے۔ اس دور میں دہریت کے علاج اور اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جن کو رسول مقبول ﷺ کی کامل پیروی اور غلامی کی برکت سے اس زمانہ میں ایک محیی کا مقام حاصل ہوا اور آپؑ نے محمدی فیضان کی برکت سے، گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے والی انسانیت کو دائمی نجات اور روحانی زندگی کی نوید دیتے ہوئے فرمایا:

"آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے"۔

(ضمیمہ انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 346)

آپ نے مزید فرمایا:

”زندہ مذہب وہ ہے جس کے ذریعہ زندہ خدا ملے۔ زندہ خدا وہ ہے جو ہمیں بلاواسطہ ملہَم کر سکے اور کم سے کم یہ کہ ہم بلاواسطہ ملہَم کو دیکھ سکیں۔ سو میں تمام دنیا کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے“۔

(مجموعہ اشتہارات، جلد 2 صفحہ 311)

اسلام کے پیش کردہ زندہ خدا کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ ذکر فرمایا۔ تقریر کی ابتداء میں جو آیت تلاوت کی گئی ہے اس آیت کا مرکزی لفظ **الحی** ہے جس کا مطلب مسیح پاک علیہ السلام کے الفاظ میں یہ ہے کہ وہ خدا زندہ ہے اپنی ذات سے، روحانی اور جسمانی طرز پر زندہ کرنے والا۔ خود زندہ اور دوسروں کو زندگی عطا کرنے والا۔ ہمیشہ رہنے والا اور تمام جانوں کی جان۔ ہر قسم کی زندگی کا دائمی سہارا۔

اللہ تعالیٰ کی دیگر صفات عالیہ کی طرح اس کے زندہ رہنے کی صفت بھی اپنے تمام معانی کے اعتبار سے ازلی ابدی ہے اور اس کا ظہور زمان و مکان کی حدود و قیود سے بہت بالاتر ہمیشہ جلوہ گر نظر آتا ہے۔ انبیاء کرام کی تاریخ میں اس کے ایمان افروز نظارے ملتے ہیں۔ تفصیل میں جانے کا موقع نہیں اشارۃً ذکر کرتا ہوں کہ

- حضرت نوح علیہ السلام کے دشمن طوفانِ نوح کا شکار بنے مگر ان کو اور ان کے متبعین کو خدا نے محفوظ و مامون رکھا۔
- حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قادر خدا نے آتشِ نمرود سے محفوظ رکھا اور آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے ٹھنڈک اور سلامتی کا پیغام بن گئے۔
- حضرت یوسف علیہ السلام کو زندہ خدا نے موت کے کنویں سے نجات بخشی اور معجزانہ طور پر عزت و تکریم کے ساتھ صاحبِ اقتدار بنادیا۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہر میدانِ مقابلہ میں دشمنوں پر غلبہ عطا کیا اور فرعون اپنے تمام لشکروں سمیت ان کی نظروں کے سامنے سمندر میں غرق ہو کر زندہ خدا کی غالب تقدیر کا نشان بن گیا۔
- حضرت یونس علیہ السلام کو معجزانہ طور پر مچھلی کے پیٹ میں زندہ سلامت رکھا۔
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دشمنوں نے صلیب پر مارنا چاہا لیکن زندہ خدا نے اپنے دستِ قدرت سے ان کو صلیبی موت سے محفوظ رکھا۔

ہمارے آقا و مولیٰ خاتم الانبیاء محمد عربی ﷺ کا بابرکت دور آیا تو مشکلات کے عظیم پہاڑوں کے مقابل پر زندہ خدا کی زندگی بخش تجلیات نے دشمنوں کے ہر حیلے اور جتن کو نامراد کر دیا۔ ہجرت مدینہ کے موقع پر، غار ثور میں پناہ کے موقع پر، سراقہ بن مالک کے تعاقب کے دوران، غزوات کے ہر میدان میں، یہودیہ کے زہر کھلانے کی مذموم کوشش کے وقت اور پھر۔ حضرت مسیح پاکؑ کے الفاظ میں

"جب شاہ ایران نے ہمارے نبی ﷺ کی گرفتاری کے لئے اپنے سپاہی بھیجے تو اس قادر خدا نے اپنے رسول کو فرمایا کہ سپاہیوں کو کہہ دے کہ آج رات کو میرے خدا نے تمہارے خداوند کو قتل کر دیا ہے"

(چشمۂ مسیحی۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 353)

حق تو یہ ہے کہ ہمارے پیارے آقا محمد مصطفےٰ ﷺ کی ساری زندگی ایک قادر و توانا اور زندہ خدا کے جلووں کی ایک دلربا تاریخ ہے جو ہر لحاظ سے بے نظیر اور بے مثل ہے۔

غیب سے روشنی نمودار ہو گئی

زندہ خدا کی تجلیات کا کوئی شمار نہیں۔ مشکل اور ضرورت کے وقت میں وہ اپنے بندوں کے لئے غیب سے سامان پیدا کر دیتا ہے جو انسانی وہم و گمان سے بہت بالا ہوتے ہیں۔ ان نشانوں کا ظہور ہر زمانہ میں ہوتا ہے۔ رسول مقبول ﷺ کے واقعہ کا ذکر کرتا ہوں۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسیدؓ بن حضیر اور ان کے ساتھ ایک اور صحابی حضرت عبادؓ بن بشر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کے پاس دیر تک مشورے کرتے رہے۔ جب یہ لوگ گھروں کو واپس لوٹنے لگے تو بہت تاریکی تھی دونوں صحابہ کے ہاتھوں میں اپنی اپنی لاٹھی تھی۔ وہ بیان کرتے تھے کہ کہ ہم نے یہ نظارہ دیکھا کہ ایک روشنی ہماری لاٹھیوں سے نکل رہی ہے۔ جس میں راستہ دیکھ کر ہم اپنے گھروں میں پہنچے تب وہ روشنی ہم سے جدا ہو گئی۔

(بخاری مناقب الانصار باب منقبۃ اسیدؓ بن حضیر و عبادؓ بن بشیر)

آقائے نامدار محمد عربی ﷺ کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعودؑ کی ساری زندگی مقدس آقاؐ کے مقدس نام کی برکت سے زندہ خدا کی تجلیات سے بھری ہوئی تھی۔ اس بابرکت دور کا ہر دن کل یومٍ ھو فی شان کا نقشہ پیش کرتا ہے۔ بطور مثال

صرف دو واقعات کا ذکر کرتا ہوں۔ جماعت احمدیہ کپور تھلہ اور مقامی غیر احمدیوں کے مابین مسجد کے متعلق ایک مقدمہ ہو گیا اور کافی دیر چلتا رہا۔ عدالت کا جج غیر احمدی اور مخالف تھا۔ کپور تھلہ کے احمدی دوست اس صورتِ حال سے سخت پریشان تھے۔ بار بار مسیح پاک علیہ السلام کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے۔ آپ نے ایک موقع پر بڑی غیرت اور تحدی کے ساتھ فرمایا:

"گھبراؤ نہیں۔ میں سچا ہوں تو یہ مسجد تمہیں مل کر رہے گی"

جج نے بدستور مخالفانہ روش قائم رکھی اور احمدیوں کے خلاف فیصلہ لکھ دیا۔ اب زندہ خدا کی قادرانہ تجلی کا کرشمہ دیکھیں کہ جس روز اس نے دستخط کرنے کے بعد فیصلہ سنانا تھا اس روز وہ عدالت جانے سے قبل اپنی کوٹھی کے برآمدہ میں بیٹھا تھا۔ نوکر نے بوٹ پہنا کر تسمہ باندھنا شروع کیا تو جج پر اچانک دل کا حملہ ہوا اور وہ چند لمحوں میں دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اس کی جگہ جو دوسرا جج آیا وہ ہندو تھا۔ اس نے از سرِ نو مِسل دیکھ کر فیصلہ احمدیوں کے حق میں کر دیا۔ مسیح پاک کی بات پوری ہوئی اور مسجد احمدیوں کو مل گئی!

(بحوالہ سیرت المہدی۔ حصہ اول صفحہ 64 روایت 79)

حیدر آباد دکن سے ایک نوجوان عبد الکریم تعلیم کے لئے قادیان آیا۔ اتفاق سے اسے ایک باؤلے کتے نے کاٹ لیا۔ مقامی طور پر ہر ممکن علاج کیا گیا جب کچھ فائدہ نہ ہوا تو بالآخر اس کو علاج کے لئے کسولی کے مشہور ہسپتال بھجوایا گیا۔ واپس آکر جب مرض کے آثار دوبارہ نمایاں ہوئے تو ڈاکٹر کو تار کے ذریعے اطلاع دی گئی اور مشورہ پوچھا گیا۔ ان کی طرف سے جواب آیا:

Sorry ! nothing can be done for Abdul Karim

اس جواب پر حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے بڑے جلال سے فرمایا:

" ان کے پاس علاج نہیں۔ مگر خدا کے پاس تو علاج ہے"

چنانچہ آپ نے اس نوجوان کے لئے بڑے درد سے دعا کی اور زندہ خدا کی قدرت دیکھئے کہ جس نوجوان کو دنیا کے ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دیا، وہ صحتیاب ہو گیا اور اس کے بعد لمبی زندگی پائی!

(بحوالہ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 48)

آیئے اب متفرق واقعات کی دنیا میں اتر کر اس حقیقت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ واقعات کا ایک گلدستہ پیش کرتا ہوں۔

عین ضرورت کے وقت غیبی مدد

اسلام کا زندہ خدا عین ضرورت کے وقت اپنے بندوں کی غیب سے مدد فرماتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے بارہ میں محترم صوفی عطاء محمد صاحب نے بیان کیا کہ

” ایک دفعہ عید کی صبح کو حضرت مولوی صاحب نے غرباء میں کپڑے تقسیم کئے حتیٰ کہ اپنے استعمال کے کپڑے بھی دے دیئے۔ گھر والوں نے عرض کی کہ آپ عید کیسے پڑھیں گے۔ فرمایا کہ: خدا تعالیٰ خود میرا انتظام کر دے گا۔ یہاں تک کہ عید کے لئے روانہ ہونے میں صرف پانچ سات منٹ رہ گئے۔ عین اسی وقت ایک شخص حضرت کے حضور کپڑوں کی گٹھڑی لے کر حاضر ہوا۔ حضور نے وہ کپڑے لے کر فرمایا:

” دیکھو ہمارے خدا نے عین وقت پر ہمیں کپڑے بھیج دیئے“

(حیات نور صفحہ 641-642)

زندہ خدا کی قادرانہ تجلّی

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا تھا۔ انی مھین من اراد اھانتک کہ میں اسے ذلیل کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا۔ اس حوالہ سے زندہ خدا کی قادرانہ تجلی کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

ایک شدید معاندِ احمدیت حافظ سلطان کا واقعہ لکھا ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخری بار سیالکوٹ تشریف لائے اس شخص نے جو سکول میں استاد تھا۔ لڑکوں کی جھولیوں میں راکھ ڈلوا کر انہیں چھتوں پر چڑھا دیا اور انہیں سکھایا کہ مرزا صاحب جب یہاں سے گزریں تو راکھ ان کے سر پر ڈال دینا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

اس اہانت اور ظلم کی پاداش میں اس حافظ سلطان پر کیا گزری۔ یہ داستان جسم پر لرزہ طاری کر دیتی ہے۔ واقعات اس طرح پر ہیں کہ اس واقعہ کے بعد سیالکوٹ میں سخت طاعون پڑی اور سب سے پہلے اس محلہ میں طاعون سے حافظ سلطان ہلاک ہوا اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے اس کے گھرانہ کے 29 افراد جو اس وقت زندہ تھے وہ سارے کے سارے طاعون سے مارے گئے۔ حالت یہ تھی کہ جو شخص بھی مریضوں کی عیادت کرنے آیا وہ بھی مر گیا اور جن لوگوں نے ان مرنے والوں کو غسل دیا وہ بھی مر گئے۔

(بحوالہ سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 596روایت 625)

معجزانہ حفاظت کے واقعات

حضرات! اللہ تبارک و تعالیٰ بحر وبر کا خالق ومالک ہے۔ ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ سمندری طوفانوں میں معجزانہ حفاظت کے حوالہ سے دو غیر معمولی ایمان افروز واقعات عرض کرتا ہوں۔

- حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ پہلی جنگ عظیم کے دوران ہندوستان سے انگلستان جارہے تھے۔ جب بحری جہاز بحیرہ روم میں داخل ہوا تو جہاز کے کپتان نے مسافروں کو اکٹھا کر کے کہا کہ یہ سمندر ہر طرف جرمن آبدوزوں سے بھرا ہوا ہے اور معلوم نہیں کہ کب ہمارا جہاز ان کے نشانے سے ڈوب جائے۔ اگر ایسا ہوا تو جہاز ڈوبنے سے پہلے ایک سیٹی بجائی جائے گی۔ سیٹی کے بجتے ہی تمام مسافر بحری جہاز کے ساتھ ساتھ جو کشتیاں لٹک رہی ہیں ان میں بیٹھ جائیں۔ پھر یہ کشتیاں جہاں آپ کو لے جائیں یہ آپ کی قسمت ہے، ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کپتان کی تقریر سن کر اپنے کمرے میں آئے اور دعا میں لگ گئے۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ آپ کو کہتا ہے کہ "صادق! یقین کرو! یہ جہاز صحیح سلامت پہنچے گا۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کئی جہاز اس جہاز کے آگے پیچھے، دائیں بائیں ڈوبے، ان جہازوں کی لکڑیاں پانی میں تیرتی ہوئی دیکھی گئیں، مگر حی و قیوم خدا نے آپ والا جہاز بحفاظت منزل مقصود پر پہنچا دیا!

(بحوالہ لطائف صادق صفحہ 130-131، صادق بیتی مرتبہ مشتاق اخگر (لکھنوی) صفحہ 21-22)

زندہ خدا کی غیر معمولی تائید و نصرت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ غیر معمولی حالات میں جبکہ موت آنکھوں کے سامنے نظر آرہی ہو، اچانک اس کی غالب تقدیر حرکت میں آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی حفاظت فرماتا ہے اور موت کو ٹال کر اپنی قدرت کا جلوہ دکھاتا ہے۔

حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ روزگار کی تلاش میں 1918 میں بصرہ بھجوائے گئے۔ آپ تبلیغ بھی کرتے اور اپنا کام بھی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم جہاز پر کام کر رہے تھے کہ حکم آیا کہ سب کارکنوں کے ساتھ یہ جہاز بغداد بھجوایا جارہا ہے۔

اس وقت سخت جنگ ہو رہی تھی اور سفر بہت خطرناک تھا۔ میرے ساتھیوں نے تو رونا شروع کر دیا اور میں دعا میں مصروف ہو گیا۔ جہاز کی روانگی سے صرف دو منٹ پہلے جنرل صاحب کا حکم آیا کہ جہاز معائنہ کے بغیر روانہ نہ کیا جائے۔ بالآخر جہاز کی روانگی کی منظوری دے دی گئی۔ بعد ازاں اچانک مجھے اور میرے ساتھی کارکنان کو جہاز سے اترنے کا حکم دیا گیا اور جہاز دوبارہ روانہ ہو گیا۔ قدرتِ الٰہی اور حفاظتِ الٰہی کا کرشمہ دیکھئے کہ رات دو بجے یہ اطلاع ملی کہ دشمن نے اُس جہاز کو جس سے ہمیں اتار لیا گیا تھا، غرق کر دیا ہے اور ایک آدمی بھی زندہ نہیں بچ سکا!

(بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ۔ یکم جون 2003، بحوالہ درویشان احمدیت جلد سوم صفحہ 388)

زندہ خدا کی قادرانہ تجلیات کے نمونے ماضی کا قصہ نہیں بلکہ ان کا ظہور ہر زمانہ میں اور دنیا کے کونے کونے میں جاری و ساری ہے!

دس سال قبل کی بات ہے۔ 4 مئی 2006 جمعرات کا دن تھا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مشرق بعید کے ممالک کے دورہ کے دوران ناندی فجی میں تھے۔ نصف رات گزرنے کے بعد اطلاعات ملنے لگیں کہ ایک بہت بڑا سمندری طوفان فجی کے قریبی جزیرہ TONGA میں آیا ہے اور یہ طوفان اپنی شدت میں انڈونیشیا کے سونامی سے بڑا ہے جس سے لکھوکھا افراد ہلاک ہوئے تھے اور دنیا کے کئی ممالک میں بہت تباہی آئی تھی۔ TV کی تازہ اطلاعات کے مطابق یہ آنے والا سونامی مسلسل اپنی شدت اور قوت میں بڑھ رہا تھا اور خدشہ تھا کہ فجی کا سارا علاقہ، قریبی جزائر، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے بعض حصے بھی غرق ہو جائیں گے۔ یہ صورت حال انتہائی خوفناک اور پریشان کُن تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نماز فجر کے لئے تشریف لائے تو ساری صورت حال سے آگاہ کیا گیا۔ حضور انور نے نماز فجر پڑھائی اور بہت لمبے سجدے کئے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور کچھ ایسی پر درد مناجات کیں کہ نماز سے فارغ ہو کر حضور نے احباب سے مخاطب ہو کر یہ خوشخبری سنائی کہ "فکر نہ کریں۔ اللہ فضل فرمائے گا۔ کچھ نہیں ہو گا"۔

بحر و بر کے مالک، اسلام کے زندہ خدا کی تجلی کا ایمان افروز نظارہ اس رنگ میں ظاہر ہوا کہ حضور کے اس فرمانے کے دو اڑھائی گھنٹے کے بعد یہ خبر آ گئی کہ اس خوفناک سونامی کا زور ٹوٹ گیا ہے۔ اور پھر خبر آئی کہ جس سونامی نے سارے علاقہ کو ہستی سے مٹا دینا تھا چند گھنٹوں میں خود اس کا وجود ہی مٹ گیا ہے۔ فجی کے اخبارات نے لکھا کہ اس سونامی کا ٹل جانا کسی معجزہ سے کم نہیں!

(بحوالہ الفضل انٹر نیشنل 21 نومبر 2014 صفحہ 15)

زندہ خدا کی طرف سے معجزانہ حفاظت

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے بارہ میں بار بار فرمایا ہے ان اللہ علی کل شیئ قدیر (البقرہ:21) کہ وہ ہر بات پر غالب قدرت رکھنے والا ہے اور ایسی صورتوں میں کہ جب دنیاوی اعتبار سے حفاظت کا کوئی ذریعہ بھی موجود نہیں ہوتا اور موت کی صورت یقینی اور قطعی نظر آتی ہو اسلام کا خدا ایسے موقعوں پر بھی اپنے پیاروں کی معجزانہ حفاظت کرتا ہے اور اپنے زندہ ہونے کا چمکتا ہوا ثبوت عطا فرماتا ہے۔

حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ جو لمبا عرصہ جماعت ہائے احمدیہ صوبہ سرحد کے امیر رہے بہت نیک اور ولی اللہ تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ 9 جون 1935 کو پشاور شہر کے قصہ خوانی بازار میں دن کے گیارہ بجے ایک معاند احراری نے ان پر قاتلانہ حملہ کیا ۔ آپ اس حملہ سے کلیۃً بے خبر تھے۔ اس حملہ آور نے اپنے پانچ ڈزہ پستول سے ان پر گولی چلائی۔ بھرے بازار میں کوئی آپ کا محافظ نہ تھا۔ ہاں! ایک زندہ خدا آپ کا محافظ تھا اور اس خدا نے ایسا تصّرف کیا کہ گولی اس کے پستول کی نالی میں پھنس گئی اور پستول کو چلنے سے روک دیا۔ حضرت قاضی صاحب نے کیا خوب لکھا ہے کہ:

'' یہ کس نے کیا؟ صرف ہمارے زندہ خدا نے۔ الحمدللہ''

(ظہور احمد موعود صفحہ 115 تا 116)

اس جگہ مجھے ایک اور ایمان افروز واقعہ یاد آیا۔ میرے والد محترم حضرت مولانا ابو العطاء صاحب جالندھریؒ بیان فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک بار ایک احمدی دوست کے ساتھ ایک تبلیغی پروگرام سے فارغ ہونے کے بعد رات کے وقت پیدل واپس کبابیر آرہا تھا کہ جنگل سے گزرتے ہوئے یہ محسوس ہوا کہ جیسے جھاڑیوں میں کچھ حرکت ہے لیکن اس پر زیادہ توجہ نہ دی۔ آگے گزر گئے تو تھوڑی دیر بعد پیچھے سے یکے بعد دیگرے دو گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دیں لیکن انہیں بھی اتفاقی واقعہ سمجھ کر کچھ توجہ نہ دی گئی۔

کافی عرصہ بعد اس واقعہ کی اصل حقیقت معلوم ہوئی کہ کچھ معاندینِ احمدیت عرصہ سے مجھے قتل کرنے کی کوشش میں تھے۔ اُس رات اُن میں سے دو نوجوان نئی بندوقوں سے مسلح ہو کر اور پوری تیاری کے ساتھ میری تاک میں جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے میں اور میرا ساتھی باتیں کرتے ہوئے جب ان کے پاس سے گزرے تو پہلے ایک نے مجھ پر گولی چلائی لیکن وہ نہیں

چلی پھر دوسرے نوجوان نے گولی چلانے کی کوشش کی لیکن اس کی بندوق بھی نہ چل سکی۔ ہم دونوں اُن کی قاتلانہ کوششوں سے کلیتہً بے خبر' اللہ تعالی کی تائید و نصرت اور حفاظت کے سایہ میں آگے نکل گئے۔ ہمارے گزر جانے کے بعد جب ان دونوں نوجوانوں نے اپنی اپنی نئی بندوقوں کو چلایا تو انہوں نے بالکل ٹھیک کام کیا اور دونوں کی گولیاں چل گئیں۔ بات صرف یہ تھی کہ جب ان بندوقوں کا رخ دو مجاہدینِ اسلام کی طرف تھا تو زندہ خدا کی غالب تقدیر نے انہیں چلنے سے روک دیا!

(میدان تبلیغ میں تائید الٰہی کے ایمان افروز واقعات صفحہ 43)

غیر معمولی خدائی نصرت اور حفاظت کے نمونے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

" اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تمہارے لئے جاگے گا، تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22)

حضرت راجہ عطا محمد خان صاحبؓ جاگیر دار علاقہ کشمیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اولین صحابہ میں سے تھے۔ آپ کی زندگی کا ایک ایمان افروز واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک بار قادیان سے واپس آتے ہوئے آپ گڑھی حبیب اللہ پہنچے اور اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ گاؤں کے رئیس خان محمد حسین خان کے ہاں مقیم ہوئے۔ ان دنوں اس گاؤں میں احمدیت کی مخالفت زوروں پر تھی اور مقامی ملاؤں نے احمدیوں کو واجب القتل قرار دیا ہوا تھا۔ ملاؤں نے محمد حسین کو کہا کہ آپ کو ان احمدیوں کے قتل کرنے کا بڑا ثواب ہو گا۔ محمد حسین خان اپنی سادگی میں ان فتنہ پردازوں کی باتوں میں آگیا اور اس نے اپنے آدمی مقرر کر دیئے کہ رات کو ان تینوں احمدی مہمانوں کو قتل کر دیں۔ راجہ عطا محمد صاحبؓ کو اس منصوبہ کی کچھ خبر نہ تھی۔ وہ رات کو آرام سے سو گئے۔ لکھا ہے کہ تھوڑی رات گزری تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کو خواب میں نظر آئے اور فرمایا:

"راجہ صاحب! آپ کے قتل کا منصوبہ کیا گیا ہے۔ آپ اسی وقت یہاں سے اٹھ کر چلے جائیں"

چنانچہ آپ اٹھے اور ساتھیوں کو جگایا اور چپ چاپ وہاں سے نکل کر رات کے وقت ہی سفر پر روانہ ہو گئے اور دشمنوں کے سب منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے!

(بحوالہ تاریخ احمدیت جموں و کشمیر از محمد اسد اللہ کاشمیری صفحہ 27 تا 29)

زندہ خدا کی طرف سے علاج کی راہنمائی

جماعت احمدیہ کے افراد تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندہ خدا کی تجلیات کے زندہ گواہ ہیں۔رب العالمین خدا اپنی ہستی کے ثبوت کے طور پر کبھی ان لوگوں کو بھی اپنے فیضان کا مزہ چکھا دیتا ہے جو اس کے وجود کے قائل نہیں ہوتے۔اس سلسلہ میں ایک ایمان افروز واقعہ سنیئے۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ بیان کرتے ہیں کہ منشی مختار احمد صاحب کا بڑا بیٹا میر اکلاس فیلو تھا۔اسے مرگی کی قسم کا ایک عارضہ ہوگیا۔کلاس میں بیٹھے بیٹھے بے ہوش ہو کر گر پڑتا۔کلاس میں ابتری پھیل جاتی۔آخر منشی صاحب نے تنگ آکر اسے سکول سے اٹھالیا۔ہر ممکن علاج کیا۔لیکن نہ صحیح تشخیص ہو سکی اور نہ مرض دور ہوا۔منشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے محض شغل کے طور پر ایک معمولی سے ہندو طبیب سے علاج کروانا چاہا۔طبیب نے حالات سن کر کہا کہ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آتی۔کل غور کر کے بتاؤں گا۔اگلے روز وہ طبیب کہنے لگا کہ رات میں نے خواب میں ایک کتاب دیکھی۔جس میں لکھا تھا کہ اس بیماری کا علاج املی کے سوا کچھ نہیں۔منشی صاحب نے اس خواب کو خدائی اشارہ یقین کر کے بیٹے کو ہدایت کی کہ اب تم کھاؤ بھی املی اور پیو بھی املی۔علیم و خبیر زندہ خدا کی قدرت کا کرشمہ دیکھیں کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر بیماری کا نام و نشان تک نہ رہا۔بیٹے نے تعلیم مکمل کی،اعلیٰ ڈگریاں حاصل کیں اور لمبا عرصہ ملازمت کے بعد اپنا کاروبار کرتے رہے۔آخر یہ خواب کس نے دکھایا؟ہمارے زندہ اور شافیٔ مطلق خدا نے!

(بحوالہ اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 25-26)

معجزانہ شفایابی ہدایت کا ذریعہ بن گئی!

اسلام کا زندہ خدا جسمانی زندگی بھی عطا کرتا ہے اور روحانی زندگی بھی۔اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔اس واقعہ کا تعلق الجزائر سے ہے۔وہاں کی ایک نو احمدی خاتون نادیہ کاظمی صاحبہ نے چند سال قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات میں اپنی والدہ کے لیے دعا کی درخواست کی۔ان کی والدہ کینسر کی مریضہ تھیں اور بیماری بہت بڑھ چکی تھی۔حضور انور نے نہ صرف شفایابی کے لیے دعا کی بلکہ خدائی تصرف کے نتیجہ میں انہیں یہ خوشخبری بھی عطا فرمائی کہ

”اللہ تعالیٰ صحت دے گا اور فضل کرے گا“

علاوہ ازیں ان کی والدہ کے لیے **الیس اللہ** والی ایک انگوٹھی بھی عطا فرمائی جو ان کی والدہ نے فوراً پہن لی۔

اب سنئے کہ زندہ خدا کی قادرانہ تجلی کس رنگ میں ظاہر ہوئی۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کی والدہ کا چیک اپ ہوا تو ڈاکٹروں نے بتایا کہ اب تو ان کی صحت کینسر ہونے سے پہلے کی صحت سے بھی زیادہ اچھی ہے اور انہیں کسی قسم کے مزید علاج کی ضرورت نہیں۔ اس معجزانہ شفایابی کے نشان کو دیکھ کر ان کے خاندان کو روحانی زندگی کی دولت بھی مل گئی اور 36 افراد پر مشتمل سارے کا سارا خاندان احمدیت کی آغوش میں آگیا!

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۲۱ نومبر ۲۰۱۴)

اسلام کا زندہ خدا۔ جاں بہ لب مریضوں کو شفا دینے والا

قرآن مجید میں اسلام کے پیش کردہ زندہ خدا کی ایک صفت بیان ہوئی ہے کہ

يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ (سورۃ النمل 27:63)

کہ وہ بے قرار دل کی پکار اور دعا کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ جب دنیا کے سہارے ختم ہو جاتے ہیں تو زندہ خدا اپنے پیاروں کی مدد کو آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے:

”سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 201۔ ایڈیشن 1984۔ لندن)

اس ضمن میں حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحبؓ کی اہلیہ محترمہ کی بیماری اور معجزانہ شفاء کا واقعہ ایک غیر معمولی شان رکھتا ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ ان کی بیوی بچہ کی پیدائش کے بعد شدید بیمار ہو گئیں۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام ان کی بیماری کی کیفیت سن کر سخت پریشان ہو گئے۔ آپ نے دعا کے ساتھ فوراً ایک دوائی تجویز فرمائی۔ بیماری کی شدت بڑھتی گئی۔ بدل بدل کر دوائیاں دی جاتی رہیں لیکن حالت پہلے سے بھی خراب ہو گئی یہاں تک کہ یوں محسوس ہوا کہ اب آخری مرحلہ آگیا ہے۔ سانس اکھڑ گیا۔ گردن کھنچ گئی۔ آنکھوں میں روشنی نہ رہی۔ زبان بند ہو گئی اور موت کے سائے منڈلانے لگے۔ اس پر مفتی صاحب حالتِ اضطرار میں ایک بار پھر مسیحائے دوراں کے در پر حاضر ہوئے۔ حضور نے فرمایا:

” دنیا کے جتنے ہتھیار تھے وہ تو ہم نے چلا لئے۔ اب ایک ہتھیار باقی ہے اور وہ دعا ہے۔ تم جاؤ۔ میں دعا سے اس وقت سر اٹھاؤں گا جب اسے صحت ہو گی“

مسیح پاکؑ کی زبان سے یہ الفاظ سن کر حضرت مفتی صاحب نے اپنے آپ سے کہا کہ اب تجھے کیا فکر ہے اب تو ٹھیکیدار نے خود ٹھیکہ لے لیا ہے۔ گھر واپس آئے اور مریضہ کو اسی حالت میں چھوڑ کر دوسرے کمرے میں جا کر سو رہے۔

زندہ خدا کی قادرانہ قدرت اور مسیح پاک کی دعائے مستجاب کا کرشمہ دیکھئے کہ صبح کو کسی برتن کی آہٹ سے مفتی صاحب کی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی اہلیہ کچھ برتن ٹھیک کر رہی ہیں۔ حال پوچھا تو بتایا کہ آپ تو سو رہے اور شافیٔ مطلق نے مجھے اپنے فضل سے نئی زندگی عطا فرما دی!

(بحوالہ سیرت احمد از حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحبؓ صفحہ 170-172)

اسی طرح کا ایک اور ایمان افروز واقعہ چند سال قبل مغربی افریقہ کے ملک بینن میں پیش آیا۔ وہاں کے ایک احمدی بادشاہ کی بیوی شدید بیمار ہو گئی۔ مالی وسائل کی کوئی کمی نہ تھی ہر ممکن علاج کیا گیا لیکن حالت لحہ بہ لحہ بگڑتی گئی۔ اُس وقت یہ صورت تھی کہ مریضہ کے سانس گنے جا رہے تھے اور کسی بھی وقت یہ سلسلہ منقطع ہو سکتا تھا۔ وہ بادشاہ بے بسی اور اضطراب کی حالت میں اہلیہ کے بستر کے پاس غم کی تصویر بنے بیٹھے تھے کہ اچانک ان کی نظر ایک فریم پر پڑی جس میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مقدس لباس کا ایک حصہ لگا ہوا تھا اور مسیح پاک علیہ السلام کا یہ الہام ان کو یاد آیا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ احمدی بادشاہ نے اس خدائی پیشگوئی پر بھرپور ایمان کے ساتھ وہ فریم اتارا اور اپنی جاں بہ لب اہلیہ کے سینے پر رکھ دیا اور خود جائے نماز بچھا کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو گئے۔ ایک مضطر کی دعا کو زندہ خدا نے سنا اور جب دعا ختم کرنے کے بعد بادشاہ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ان کی بیوی نے کہا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں! یہ ہے وہ زندہ خدا اور اسکی تجلیات کا ایک نمونہ جو اسلام پیش کرتا ہے!

زندہ خدا۔ ضروریات کا خود متکفل

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ بیان ہوئی ہے کہ وھو معکم اینما کنتم (الحدید 57) کہ وہ ہر جگہ اپنے بندوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس میں صرف معیت ہی کا ذکر نہیں بلکہ یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ اپنے بندوں کی ضروریات کا متکفل، ان کی دل کی باتوں کو جاننے والا اور دلوں میں چھپی ہوئی خواہشات کو پورا کرنے والا بھی ہے۔

اس حوالہ سے حضرت مولوی فضل دین صاحب کی بیان کردہ ایک روایت بہت ایمان افروز ہے اور زندہ خدا کے تصور کو قطعی اور حتمی یقین میں بدلنے والی ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ:

ایک دن حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ مجھے اپنے ہمراہ لے کر ایک پھل فروش کی دوکان پر گئے اور مختلف پھل خریدنے لگے۔ میرا دل چاہا کہ وہ انگور بھی خریدیں۔ انہوں نے کئی قسم کے پھل خریدے لیکن انگور نہ خریدے اور واپس گھر کو چل پڑے۔ تھوڑی دور جا کر یکدم واپس ہوئے اور پھر اسی پھل فروش کی دوکان پر جا کر انگور بھی خرید لئے۔ اس کے بعد گھر کیطرف روانہ ہوئے اور راستہ میں مجھے فرمانے لگے:

" اگر انگور لینے تھے تو خود ہی کہہ دیا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ سے کیوں کہلوایا؟

(روزنامہ الفضل ربوہ۔2 جنوری 1995 صفحہ 5)

دریا نے الٹا بہنا شروع کر دیا

زندہ خدا کی رحمتیں اور قدرتیں بے پایاں ہیں۔ زندگی کے ہر شعبہ میں ان کا ظہور ہوتا ہے۔ تبلیغ کے میدان کا ایک دلچسپ اور ایمان افروز واقعہ محترم مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری مرحوم نے بیان کیا ہے۔

وہ لکھتے ہیں کہ سیرالیون کا ایک سیکشن چیف قاسم کمانڈا نہایت متعصب اور مخالف شخص تھا۔ اپنے عیسائی عقائد میں اتنا پختہ اور احمدیت کا اتنا شدید مخالف تھا کہ ایک بار جب انہوں نے اس کو تبلیغ کی تو اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ دیکھو یہ دریا جو میرے گاؤں کے سامنے اوپر سے نیچے کی طرف بہہ رہا ہے اگر یہ دریا یکدم اپنا رخ بدل لے اور نیچے سے اوپر کیطرف الٹا بہنا شروع کر دے تو یہ تو شاید ممکن ہو لیکن میرا احمدی ہونا ہرگز ممکن نہیں۔

ایک طرف چیف کمانڈا کی یہ ترنگ اور دوسری طرف زندہ خدا کی بے پایاں قدرت اور رحمت کا کرشمہ دیکھئے کہ چند دنوں کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ کوئی بڑا عالم فاضل نہیں بلکہ ایک معمولی پڑھا ہوا لوکل افریقن معلم اس سے ملا۔ چند دن اسے تبلیغ کی۔ اس کے بعد اس چیف نے مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری کو لکھا کہ بے شک پہلے میں نے ہی کہا تھا کہ گاؤں کا دریا الٹا بہہ سکتا ہے

لیکن میں احمدی نہیں ہو سکتا۔ لیکن اب میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں کہ بے شک احمدیت سچی ہے اور آپ خود آکر دیکھ لیں۔ اس دریا نے الٹا بہنا شروع کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب میں احمدی ہو گیا ہوں!

(بحوالہ روح پرور یادیں از مولوی محمد صدیق امر تسری صاحب صفحہ 420)

زندہ خدا نے سارے ملک کو ہلا کر رکھ دیا

زندہ خدا کی قدرتوں کا شمار نہیں۔ قادر و مقتدر خدا حیرت انگیز واقعات دکھا کر اپنی زندگی اور عظمت کا ثبوت دیتا ہے۔

حضرت مولانا نذیر احمد صاحب مبشر کا ایک واقعہ بھی یاد کرنے کے لائق ہے۔ جن دنوں آپ غانا میں تبلیغ اسلام کر رہے تھے۔ ایک نوجوان نے مکہ مکرمہ سے واپس آکر یہ پراپیگنڈا شروع کر دیا کہ احمدی لوگ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ امام مہدی کا ظہور ابھی نہیں ہوا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ مخالفین نے قریہ بہ قریہ جلوس نکالنے شروع کر دیئے اور ان الفاظ میں گانا شروع کر دیا کہ ہماری فتح ہوئی ہے۔ مہدی ابھی نہیں آئے کیونکہ زلزلہ نہیں آیا۔ مہدی آگیا ہوتا تو زلزلہ ضرور آتا۔

مخالفین کا یہ مطالبہ ایسا تھا کہ جسے کوئی انسان پورا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ہاں زمین و آسمان کا خالق و مالک خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی قادر و توانا خدا نے اپنے سچے امام مہدی علیہ السلام کی تائید و نصرت کے لئے یہ معجزہ دکھایا کہ چند دنوں کے اندر اندر سارے غانا میں شدید زلزلہ آیا اور وہی لوگ جو پہلے یہ کہتے تھے کہ مہدی ابھی نہیں آئے کیونکہ زلزلہ نہیں آیا۔ اب برملا دوتارے بجا بجا کر اعلان کرنے لگے کہ مسلمانوں کا مہدی آگیا ہے۔

اللہ! اللہ! کیا شان دلربائی ہے کہ اپنے فرستادہ کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے زندہ خدا نے سرزمینِ غانا کو ہلا کر رکھ دیا اور اس طرح اپنی قدرت اور جبروت کا زندہ نشان عطا فرمایا جو بہتوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ثابت ہوا!

(بحوالہ روح پرور یادیں از مولوی محمد صدیق امر تسری صاحب صفحہ 77-79)

زندہ خدا بحری جہاز کو واپس لے آیا

محترم ڈاکٹر سردار نذیر احمد صاحب مرحوم ایک زبردست داعی الی اللہ تھے۔ تبلیغ کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ وہ حاجیوں کے ایک جہاز میں بطور ڈاکٹر ملازم تھے۔ واپسی سفر پر جب جہاز عدن پہنچا تو وہ تبلیغ کے شوق میں شہر میں نکل

گئے اور اسلام کی تبلیغ میں ایسے محو ہوئے کہ وقت کا بالکل خیال نہ رہا۔ واپس بندر گاہ آئے تو جہاز روانہ ہو گیا تھا۔ طرح طرح کی پریشانیوں نے آگھیرا۔ اگر خدانخواستہ کوئی مسافر مر گیا تو قانونی گرفت بھی ہو سکتی تھی۔ بیان کرتے ہیں کہ میں اسی کیفیت میں دعا کرتے کرتے سو گیا۔ رات خواب میں دیکھا کہ جہاز واپس آگیا ہے۔ میں جن لوگوں کو شام تک تبلیغ کر تارہا تھا وہ مجھ پر پہلے ہی ہنس رہے تھے کہ اس کا جہاز نکل گیا ہے اور یہ مشکل میں پڑ گیا ہے۔ صبح جب میں نے یہ اعلان کیا کہ میرے خدا نے مجھے بتایا ہے کہ میرا جہاز واپس آگیا ہے اس پر تو وہ اور بھی ہنسے کہ دیکھو یہ کیسا دیوانہ ہو گیا ہے۔ کیا کبھی بحری جہاز بھی اس طرح واپس آیا ہے؟

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب نے بیان کیا کہ دن چڑھا تو لوگوں نے ایک عجیب اور ناقابل یقین نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ واقعی جہاز بندر گاہ پر واپس آگیا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور جہاز پر سوار ہو گیا۔

جہاز کی واپسی کا اصل سبب تو اللہ تعالیٰ کا غیر معمولی تصرف تھا۔ ظاہری وجہ یہ بنی کہ جنگ کے دنوں میں امن کے سفید جھنڈے کے بغیر سفر محفوظ نہیں۔ یہ جھنڈا لینے کے لئے جہاز کو واپس آنا پڑا اور اس طرح دنیا نے زندہ خدا کی ایک نئی تجلی کا مشاہدہ کیا!

(تحریری بیان سردار حمید احمد صاحب ابن ڈاکٹر نذیر احمد صاحب)

مسبب الاسباب خدا کی زندہ تجلّی

اللہ تعالیٰ اسباب کا خالق ہے۔ دنیا کی ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اس کے زندہ ہونے کی تجلّی کبھی اس صورت میں بھی ظاہر ہوتی ہے کہ وہ پردۂ غیب سے ایسے حالات پیدا کر دیتا ہے جو بظاہر ناممکن ہوتے ہیں لیکن غیر معمولی حالات میں ظہور پذیر ہو کر وہ خدا تعالیٰ کے زندہ ہونے کے زندہ گواہ بن جاتے ہیں۔

محترم مولانا عبد المالک خاں صاحب مرحوم کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ اس کی شاندار مثال ہے۔ آپ لاہور میں تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثّانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ملا کہ ایک بیرونی حکومت نے حکومتِ پاکستان کو ایک خط لکھا ہے۔ اس خط کی نقل فوری طور پر حاصل کر کے بھجوائیں۔ بظاہر بہت مشکل کام تھا۔ آپ فوری طور پر کراچی گئے۔ ایک بس سٹاپ کے قریب عربی سکھانے والے سکول کا بورڈ تھا۔ اس کی عربی عبارت میں غلطی تھی جس پر آپ بے ساختہ مسکرا دیئے۔ سکول کا پرنسپل وہیں ساتھ کھڑا تھا اس نے وجہ پوچھی۔ آپ نے وجہ بتائی تو اس نے آپ کو سکول آنے کی دعوت دے دی۔ اگلے روز آپ سکول گئے تو اس نے

ایک عربی خط آپ کو دیا کہ از راہِ کرم اس کا ترجمہ کر دیں۔ آپ نے خط کی کاپی ان سے لے لی اور جب اس کو پڑھا تو معلوم ہوا کہ یہ تو وہی خط ہے جس کی تلاش میں آپ کراچی آئے تھے۔ آپ نے خط کا ترجمہ تو سکول والوں کو کر دیا اور خط کی نقل اگلے روز حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں پیش کر دی۔

(بحوالہ MTA پر انٹرویو عبدالرب انور صاحب)

اولادنرینہ عطاکرنے والازندہ اور وہاب خدا

ازلی ابدی زندہ خدا کی تجلی کبھی اس طور پر بھی ظاہر ہوتی ہے کہ وہ دعاؤں کو سنتا ہے اور اپنے کلام سے اس کا جواب بھی دیتا ہے۔ یہ بات کوئی زبانی ادّعا نہیں بلکہ سچے مومنوں کی زندگی میں اس کے جلووں کی کوئی انتہا نہیں۔ واقعات اس قدر ہیں کہ کوئی شمار ممکن نہیں۔ صرف تین مثالیں عرض کرتا ہوں جن کا تعلق اولاد نرینہ سے ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ایک موقعہ پر فرمایا:

”مغربی افریقہ سے ایک خاتون نے مجھے لکھا کہ ہمیں شادی کئے 37 برس ہو چکے ہیں لیکن ہم اولاد کی نعمت سے محروم ہیں.... ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ بظاہر میں عمر کے ایسے دور میں داخل ہو چکی ہوں کہ اولاد ہونا ناممکن نظر آتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے لئے دعا شروع کی اور اللہ تعالیٰ نے میری دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے شادی کے 40 سال بعد اس کو لڑکا عطا فرمایا“

(روزنامہ الفضل 27 جولائی 1971 صفحہ 3 بحوالہ رسالہ مصباح جون۔جولائی 2008 صفحہ 190)

مکرم فتح محمد صاحب نے 22-1921 میں احمدیت قبول کی۔ وہ لکھتے ہیں کہ میرے ساتھ چار اور افراد بھی احمدی ہو گئے۔ اتفاق سے ہم پانچوں نو احمدیوں کی اولاد صرف لڑکیاں تھیں۔ کسی ایک کے ہاں بھی اولاد نرینہ نہ تھی۔ مخالفین نے طنزاً کہنا شروع کر دیا کہ یہ لوگ چونکہ مرزائی ہو گئے ہیں اس لئے ان کے ہاں لڑکیاں ہی ہوتی ہیں۔ فتح محمد صاحب کہتے ہیں کہ یہ سن کر مجھے دلی صدمہ ہوا۔ میں فوراً حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کریں کہ ہم سب نو احمدیوں کے ہاں نرینہ اولاد ہو۔ آپ نے اُسی وقت دعا کی اور فوراً یہ جواب دیا:

” خدا تعالیٰ آپ سب کو نرینہ اولاد دے گا“

خدا کے پیارے بندے کے الفاظ میں کیا شان تھی! پانچوں نواحمدیوں کے گھروں میں نرینہ اولاد کی خوشخبری آپ نے سنائی اور زندہ خدا نے اپنی غیر معمولی قدرت کا جلوہ اس طرح دکھایا کہ کچھ ہی عرصہ میں خدا تعالیٰ نے پانچوں نو احمدیوں کو نرینہ اولاد عطا فرمائی اور سب کے سب مخالفین کے منہ بند ہو گئے۔

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 25 ستمبر 2015 صفحہ 15)

مکرم عبد الحمید خورشید آفندی صاحب کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ قادیان تشریف لے جانے والے پہلے مصری احمدی ہیں۔ مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب مرحوم نے بیان کیا کہ آفندی صاحب نے خود ان سے بیان کیا کہ جب میں 1936 میں قادیان گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے عرض کیا کہ میری شادی کو 15 سال ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک اولاد کی نعمت سے محروم ہوں۔ نہ معلوم انہوں نے کس درد سے دعا کی التجا کی کہ حضورؓ نے دعا کرنے کا وعدہ فرمایا۔

واپسی سے قبل الوداعی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو حضور نے انہیں فرمایا کہ میں نے آپ کے لئے دعا کی ہے اور خدا نے میری دعا قبول بھی فرمالی ہے۔ مبارک ہو کہ وہ آپ کو جلال الدین، شمس الدین اور عائشہ عطا فرمائے گا۔ یہ خوشخبری سن کر آفندی صاحب کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ واپس آنے کے چند ماہ بعد جب ان کی بیوی حاملہ ہوئیں تو انہوں نے کامل یقین کے ساتھ لوگوں کو بتانا شروع کر دیا کہ میرے ہاں جلال الدین پیدا ہو گا۔ بعض لوگوں نے کہا بھی کہ ابھی سے معین طور پر اس بات کا پھیلانا مناسب نہیں لیکن آپ کو اس خوشخبری پر اتنا کامل یقین تھا کہ نہیں، جس ترتیب سے مجھے بشارت دی گئی ہے یہ پیشگوئی اسی طرح پوری ہو کر رہے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پہلے ان کے ہاں جلال الدین پیدا ہوا پھر شمس الدین اور آخر میں عائشہ!

یہ ہے ایک جلوہ اسلام کے زندہ خدا کا جو دعاؤں کو سنتا بھی ہے اور پہلے سے بتا بھی دیتا ہے اور پھر وہ بات ہو کر رہتی ہے۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور

ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

ابتلاؤں میں دستگیری کرنے والا زندہ خدا

الٰہی جماعتوں پر ہمیشہ مشکلات کے ادوار آتے ہیں مگر ہر موقع پر زندہ اور قادر خدا مومنوں کی دستگیری کرتا ہے اور انہیں مخالفتوں کے طوفان سے نجات ہی نہیں دیتا بلکہ ترقی کی اعلیٰ منازل پر پہنچا دیتا ہے۔ جماعت احمدیہ کی 127 سالہ تاریخ اس بات پر زندہ گواہ ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ 1953 میں پاکستان میں جماعت کے خلاف ملک گیر شدید مخالفت کی تحریک چلائی گئی جس میں جانباز احمدیوں نے جانوں کے نذرانے دے کر اپنے ایمان واخلاص پر مہر ثبت کی۔ اس تحریک کے دوران ایک موقع پر جماعت احمدیہ کے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو ایک حکمنامہ کے ذریعہ زبان بندی کا حکم بھجوایا گیا۔ یہ حکم نامہ حکومتِ پنجاب کے گورنر کی خصوصی ہدایت پر 19 مارچ 1953 کو ایک NOTICE کے طور پر دیا گیا۔ آپ نے نوٹس تو لے لیا مگر لانے والے کارندے کو نہایت پُر جلال انداز میں فرمایا:

”بے شک میری گردن آپ کے گورنر کے ہاتھ میں ہے لیکن آپ کے گورنر کی گردن میرے خدا کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کے گورنر نے میرے ساتھ جو کرنا تھا کر لیا۔ اب میرا خدا اپنا ہاتھ دکھائے گا“

(تاریخ احمدیت جلد 15 صفحہ 242)

اسلام کے قادر و توانا اور زندہ خدا نے اس کڑے ابتلاء میں جس طرح جماعت کی نصرت اور دستگیری فرمائی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پاکستان کی مرکزی حکومت نے ایک حکمنامہ کے ذریعہ مسٹر آئی آئی چندریگر کو جو اس وقت گورنر پنجاب تھے اور جن کے ایما ءپر یہ نوٹس جاری ہوا تھا۔ ان کو عہدہ سے برطرف کر دیا اور ان کی جگہ میاں امین الدین صاحب گورنر پنجاب مقرر ہوئے جنہوں نے یکم مئی 1953 کو یہ ظالمانہ نوٹس واپس لے لیا۔ اللہ اکبر و للہ الحمد!

یہ ہے اسلام کا زندہ خدا جو ابتلاؤں میں دستگیری کرنے والا اور اپنے پیارے بندوں کا آخری سہارا ہے!

زندہ خدا کی قدرت کا ایک تابندہ نشان

1984 کا سال جماعت احمدیہ کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ظالمانہ سیاہ قانون کی وجہ سے جب جماعت احمدیہ کے افراد کے لئے دین اسلام کا اقرار۔ اس پر عمل اور اسکی اشاعت کو ایک جرم قرار دیدیا گیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی راہنمائی اور عمائدین کے مشورہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے پاکستان سے برطانیہ ہجرت کر جانے کا فیصلہ فرمایا۔ یہ ایک کٹھن مرحلہ تھا۔ ربوہ کو ہر طرف سے جاسوسی اداروں نے گھیرا ہوا تھا۔ ایسی حالت میں سفر کرنے کی راہ میں قدم قدم پر مشکلات کے پہاڑ

کھڑے تھے۔ زندہ خدا کی تائید و نصرت اور حفاظت کے سایہ میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ربوہ سے کراچی تک سات سو میل کا طویل سفر کار میں طے کیا۔

کراچی سے آگے کا سفر اور بھی خطرناک مرحلہ تھا جہاں سیکیورٹی کے دائرے بہت تنگ تھے۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ میں اپنے معروف لباس میں ہی سفر کروں گا اور اگر حکومت کی طرف سے کسی مرحلہ پر میرے باہر جانے پر کوئی پابندی عائد کی گئی تو ہرگز اس کے خلاف نہ کروں گا۔

زندہ خدا کی غالب تقدیر اپنا کام کر رہی تھی۔ آپ ائرپورٹ پر آئے۔ آپ کے پاسپورٹ پر آپ کے نام کے ساتھ امام جماعت احمدیہ واضح طور پر لکھا تھا لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر نے ظالم ڈکٹیٹر کے اپنے دستخطوں سے جو حکم نامہ جاری کروایا تھا اس میں نام حضرت مرزا ناصر احمد درج تھا۔ سیکیورٹی افسران کے لئے فیصلہ کرنا مشکل تھا۔ آدھی رات کا وقت تھا۔ ڈکٹیٹر سے رابطہ کی ہر کوشش ناکام ہوئی اور بالآخر امیگریشن حکام کو اس مردِ خدا کو سفر کرنے کی اجازت دینی ہی پڑی اور حضور رحمہ اللہ عافیت کے حصار میں خیریت سے لندن پہنچ گئے۔ حضور رحمہ اللہ کا خیریت سے پہنچ جانا ایک عظیم معجزہ تھا جو رسول پاک ﷺ کی ہجرت مدینہ کی یاد دلاتا ہے۔ کسی مرحلہ پر بھی روک ہو جاتی تو تاریخ کا رخ بدل سکتا تھا مگر کون ہے جو خدائی تقدیر کے راستہ میں حائل ہو سکے؟

زندہ خدا کی تدبیر اور تقدیر پوری ہوئی۔ احمدیت کی فتح ہوئی۔ احمدیت کا غلبہ ہوا اور دشمن ہمیشہ کی طرح ناکام و نامراد رہا۔ زندہ خدا کی عظیم قدرت اور تجلی کا یہ واقعہ ہمیشہ کے لئے ازدیادِ ایمان کا ایک تابندہ نشان رہے گا!

زندہ خدا کی روح پرور تجلیات

جماعت احمدیہ احیائے اسلام کی وہ آسمانی تحریک ہے جو خدا تعالیٰ کے اذن سے جاری ہوئی۔ یہ وہ شجرۂ طیبہ ہے جس کو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ ابتداء سے لے کر اب تک بے شمار دشمنانِ احمدیت نے اِس درخت کو کاٹنے اور احمدیت کو مٹانے کی سر توڑ کوششیں کیں لیکن وہ سب ناکام و نامراد ہوئے۔ احمدیت کو نیست و نابود کرنے کے ارادوں سے اٹھنے والے دیکھتے ہی دیکھتے خائب و خاسر اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور احمدیت دن بدن ترقی کرتے ہوئے اکنافِ عالم میں پھیلتی گئی اور پھیلتی جا رہی ہے۔

کون نہیں جانتا کہ پاکستان کے ایک بظاہر مقبول حکمران نے بڑے طمطراق سے کہا تھا کہ میری یہ کرسی بہت مضبوط ہے۔ اس نے یہ تعلّی بھی کی تھی کہ جماعت احمدیہ کے ہاتھوں میں کشکول پکڑوادوں گا۔ دنیا نے دیکھا کہ یہی حکمران ذلت ونامرادی کے ساتھ نشانِ عبرت بن کر اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ وہ اور اس کے ساتھی دربدر اُس کی معافی اور زندگی کی بھیک مانگتے رہے۔ دنیا بھر کے سربراہان نے بھی اس کی زندگی بچانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر دیکھ لیا۔ بڑے بڑے حکمرانوں نے بھی اسے بچانے کی کوشش کرلی۔ لیکن ان کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی اور زندہ خدا کی غالب تقدیر بڑے جلال کے ساتھ پوری ہوئی اور یہ دشمنِ احمدیت تختۂ دار پر لٹک کر اپنے بد انجام کو پہنچا!

پھر اس کے بعد ایک اور ظالم اور جابر حکمران نے بھی اسی راہ پر قدم مارا۔ اس نے اپنے پیش رو کے بنائے ہوئے سیاہ قانون کو سختی سے نافذ کرنے کا طریق اختیار کیا۔ اس ڈکٹیٹر نے اپنے ایک پیغام میں اپنے خوشامدیوں کو خوش کرنے کے لئے اس حد تک زبان درازی کی کہ احمدیت تو (نعوذباللہ) ایک کینسر ہے اور میری حکومت اس کو جڑ سے اکھیڑ پھینکے گی۔ مباہلہ کا چیلنج دیا گیا تو ظاہراً قبول کرنے کی جرأت نہ ہوئی لیکن اپنی مخالفانہ روش پر قائم رہا اور جماعت کے خلاف ظلم وستم کی آگ کو مسلسل بھڑکاتا رہا۔ بالآخر قادر و توانا زندہ خدا کے انتقام کی چکی حرکت میں آئی۔ دنیا کے محفوظ ترین ہوائی جہاز میں سوار ہوا لیکن ہزاروں حفاظتی تدابیر کے باوجود وہ اپنے ظلموں کی پاداش سے نہ بچ سکا اور چند منٹوں کے اندر اندر تینتیس (33) فوجی افسران سمیت خدا کے قہر کی آگ میں جل کر بھسم ہو گیا۔ کوئی ایک بھی زندہ نہ بچا۔ ایسی عبرت ناک ہلاکت تھی کہ اس بدنصیب کے جسم کا کوئی حصہ بھی سلامت نہ رہا۔ راکھ کے ڈھیر کو اٹھا کر دنیا کو دکھانے کے لئے اس کی قبر بنادی گئی!

اختتامیہ:

اسلام کے پیش کردہ زندہ خدا کی عالمگیر تجلیات کی ایک جھلک آپ کی خدمت میں پیش کی گئی۔ یہ تو ایسا موضوع ہے کہ کبھی بھی اس کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ اپنے عجز کا اقرار کرتے ہوئے میں اپنی تقریر کا اختتام دو حوالہ جات سے کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

” اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس زندہ خدا کا پیغام اس زمانے کے امام اور آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی اتباع میں دنیا کو پہنچانے والے ہوں اور دنیا کو یہ احساس دلانے والے ہوں کہ زندہ خدا ہے، موجود ہے، اب بھی سنتا ہے، نشان بھی دکھاتا ہے۔ اس

کی طرف لوٹو۔ اس کی طرف آؤ۔ اور ہم خود بھی اس خدا سے زندہ تعلق پیدا کرنے والے ہوں اور اس تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں۔ اس کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اس کے انعامات کے وارث ہوں۔ ہماری نسلیں بھی اور ہم بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے شرک سے ہر طرح محفوظ رہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 اپریل 2014 مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 9 مئی 2014 صفحہ 8)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دعا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں"

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 21-22)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

زندہ خدا کی قدرتوں کے نظارے

یہ اگلا واقعہ جو میں بیان کرنے لگا ہوں کسی قدر طویل تو ہے لیکن ایسا ایمان افروز ہے کہ اس کو بیان کرنے سے رک نہیں سکتا۔ اس میں قدم قدم پر زندہ خدا کی قدرت نمائی کا جلوہ نظر آتا ہے:

الحاج عبد الکریم صاحب احمدی برٹش آرمی میں ملازم تھے اور اسی ملازمت کے سلسلہ میں ان کی تقرری مصر میں ہوئی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ امریکن مشن کے ایک 75 سالہ بوڑھے پادری کی کوششوں سے پندرہ بیس قبطی مسلمان عیسائیت قبول کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور بپتسمہ لینے ہی والے تھے کہ الحاج عبد الکریم صاحب احمدی کی اس پادری کے ساتھ مختلف امور پر گفتگو ہوئی۔ اس گفتگو میں ان کی کامیابی کی وجہ سے یہ پندرہ بیس قبطی مصری مسلمان عیسائی ہونے سے بچ گئے۔ اپنی اس ناکامی کا بدلہ لینے کے لئے اس عیسائی پادری نے احمدی صاحب کا پیچھا کیا اور جس سیکشن میں یہ بطور ہیڈ کلرک کام کرتے تھے اس کے افسر انچارج کپتان رائٹ سے مل کر اسے اکسایا اور اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ احمدی صاحب کو سزا دلوا کر ہندوستان بھجوا دے کیونکہ یہاں مصر میں وہ ان کی تبلیغ میں روک بن رہا ہے۔ اس کپتان نے پادری کی بات پر کس طرح عمل کیا؟ آپ فرماتے ہیں:

”کپتان رائٹ نے مجھے بلانے کے لئے گھنٹی بجائی، میرا کمرہ ان کے کمرے سے کچھ فاصلے پر تھا۔ میں ابھی اپنے کاغذات تیار کر کے چپڑاسی کو دے ہی رہا تھا کہ کپتان نے گھنٹی بجا کر ایک دوسرے ہیڈ کلرک کو بلا لیا جس کا کمرہ اس کے کمرہ کے بالکل قریب تھا۔ چنانچہ میں راستے سے ہی واپس چلا گیا۔ اس پر کپتان موصوف نے میرے خلاف شکایت کر دی اور مجھے وارننگ دے دی گئی۔ اس طرح اوپر نیچے تین دفعہ شکایت کر کے کپتان نے مجھے تنبیہ دلوائی اور پھر ایک دن سفارش کی کہ میرا کورٹ مارشل کیا جائے۔ جس پر مجھے نظر بند کر دیا گیا۔ جو چارج شیٹ مجھے دی گئی اس میں یہ درج تھا کہ میں نے کپتان رائٹ کی چار دفعہ حکم عدولی کی ہے۔

جس روز فیصلہ ہونا تھا اس سے ایک دن قبل کپتان رائٹ نے دفتر میں اعلان کر دیا کہ کل مسٹر احمدی کو چھ ماہ کی سزا ہو جائے گی۔ بلکہ ایک احمدی دوست السید علی حسن جب Mess میں کھانا کھانے گئے تو بعض مخالف ہیڈ کلرکوں نے انہیں یہاں تک طعنہ دیا کہ کل تمہارے مولوی کو آئی ایم ایس ایم India Meritorious service Medal تمغہ ملے گا۔ السید علی حسن اسی وقت اٹھ کر میرے پاس پہنچے اور بتانے لگے کہ مخالفین یوں طنزیں کر رہے ہیں۔ میں نے ان سے اسی وقت کہہ دیا کہ آپ میس میں جا کر اعلان کر دیں کہ میرا خدا قادر ہے کہ مجھے ان مخالف حالات کے باوجود آئی ایم ایس ایم کا تمغہ دلا دے۔“

جب السید علی حسن نے وہاں جاکر یہ اعلان کیا تو مخالفین قہقہہ مار کر ہنسے اور کہنے لگے کہ یہ تو جیل میں جارہا ہے اور خوابیں تمغے کی دیکھ رہا ہے۔ احمدی صاحب فرماتے ہیں کہ:

” وہ ساری رات میں نے جاگ کر دعاؤں اور نوافل میں گزاری۔ اگلے دن فوجی عدالت میں میری پیشی تھی۔ کپتان رائٹ بھی مدعی کی حیثیت سے کمرہ عدالت میں موجود تھا۔ جب عدالت کے جج نے مجھے بلا کر اپنی صفائی پیش کرنے کے لئے کہا تو میں نے وہ سارا قصہ جو اصل حقیقت تھا بیان کر دیا۔ جج نے گواہ پیش کرنے کے لئے کہا تو میں نے عرض کیا کی افسر انچارج کے خلاف کون گواہی دے گا۔ اس پر جج کہنے لگا: تو پھر میں تجھے مجرم قرار دیتا ہوں۔ ابھی وہ اس سے آگے کچھ کہنے ہی والا تھا کہ جنرل شوٹ (جو ہماری کمپنی کے کمانڈر تھے) کا فون آگیا۔ اس نے جج سے دریافت کیا کہ کیا کوئی مقدمہ مسٹر احمدی کے خلاف چل رہا ہے؟ جج نے جواب دیا :ہاں حضور، اور میں ابھی اس کا فیصلہ سنانے والا ہوں۔ اس پر جنرل شوٹ نے کہا: تم فیصلہ مت سناؤ بلکہ مقدمہ کے جملہ کاغذات لے کر میرے پاس آجاؤ۔ یہ سن کر جج نے اسی وقت کاغذات لئے اور جنرل شوٹ کے پاس چلا گیا“

ادھر زندہ خدا نے تو جج کو فیصلہ سنانے سے روک دیا مگر کپتان رائٹ اپنی ناپاک سازش کی کامیابی پر ابھی تک ایسا مطمئن تھا کہ احمدی صاحب کو کہنے لگا: مسٹر احمدی ہمارا اچھا وقت گزرا ہے۔ افسوس ہے کہ اب تم جیل جارہے ہو۔ اس کی یہ بات سن کر احمدی صاحب کے منہ سے آناً فاناً یہ الفاظ نکلے:

” مسٹر رائٹ تم غلط سمجھے ہو۔ تمہاری حیثیت زمین کے اوپر ایک مرے ہوئے کیڑے سے زیادہ نہیں ہے۔ جہاں تک میرا سوال ہے تو میرا بھروسہ اپنے خدا پر ہے جو زندہ خدا ہے وہ مجھے ترقی بخشے گا اور تمہیں تنزل کا نشانہ بنائے گا۔“

ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ جج کاغذات سمیت واپس پہنچ گیا اور ہمیں مخاطب ہو کر بولا کہ تم دونوں کو جنرل صاحب بلا رہے ہیں۔ ہم جنرل شوٹ کے دفتر کے باہر پہنچے تو پہلے انہوں نے مجھے بلایا، عزت سے کرسی پر بٹھایا اور کہنے لگے: کیا تم بریگیڈیئر گُڈ کو جانتے ہو؟ میں نے کہا جناب میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ بولے: ان کا تار آیا ہے وہ آپ کو اپنے بریگیڈ میں چیف کلرک کی آسامی پر رکھنے کے لئے طلب کر رہے ہیں۔ ایک سو روپیہ ماہوار بطور الاؤنس زیادہ ملے گا۔ کیا آپ جانے کے لئے تیار ہیں؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں کیوں نہیں، میں بالکل تیار ہوں“۔

اب سنئے کہ کپتان رائٹ کے ساتھ کیا ہوا۔ جنرل شوٹ ان سے اس طرح مخاطب ہوئے:

جنرل: تم کون ہو؟

رائٹ: رائٹ سر۔

جنرل: تم رائٹ (یعنی درست) نہیں ہو۔ تم نے پادریوں کے کہنے پر مسٹر احمدی کے خلاف جھوٹا مقدمہ کھڑا کیا ہے اور جج سے کہا ہے کہ اسے چھ ماہ کی قید ضرور دے دو۔ کیا تم نے سٹاف کا امتحان پاس کیا ہے؟

رائٹ: جی ہاں

جنرل: میں تمہارے اس امتحان کو منسوخ کرتا ہوں اور تمہارے ماہوار الاؤنس کو بند کرتا ہوں اور تمہیں دفتر کی بجائے محاذ پر بھیجتا ہوں۔

آگے کیا ہوا؟ الحاج عبد الکریم صاحب بیان کرتے ہیں:

" ادھر جب میں اپنی ترقی کا پروانہ لیکر اور کپتان رائٹ اپنی تنزلی کے آرڈر لے کر دونوں باہر نکلے تو دفتر کے ملازمین ہماری طرف دوڑے اور پوچھنے لگے کہ کیا فیصلہ ہوا ہے۔ میرے بتانے پر کہ میں ہیڈ کلرک سے چیف کلرک بن گیا ہوں اور مجھے سو روپیہ الاؤنس بھی زیادہ ملے گا وہ بڑے حیران ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ میرا دماغی توازن بگڑ گیا ہے۔ کیونکہ وہ تو میرے منہ سے چھ ماہ کی قید کی خبر سننے کے منتظر تھے۔ دوسری طرف کپتان رائٹ اور تو کچھ نہ کر سکا اس نے اپنا غصہ نکالنے اور مجھے نقصان پہنچانے کی نیت سے یہ کیا کہ جہاں میں جارہا تھا وہاں کے بریگیڈ میجر کو لکھ دیا کہ مسٹر احمدی عیسائیت کا دشمن ہے اور میری تنزلی کا باعث ہوا ہے ۔اسے ہرگز چیف کلرک کی آسامی پر نہ رکھا جائے۔

بریگیڈیئر موصوف نے وہ خط پڑھتے ہی یہ کہہ کر پھاڑ دیا کہ میں مسٹر احمدی کو جانتا ہوں اور پھر مجھے چیف کلرکی کے عہدے کا چارج دے دیا۔ میں نے جب انہیں اپنے مقدمہ کا حال سنایا اور بتایا کہ کس طرح عین وقت پر ان کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے مجھے نہ صرف ذلت سے بچالیا بلکہ سروس میں بھی ترقی بخشی تو وہ بہت خوش ہوئے۔ میں نے انہیں مزید کہا کہ چونکہ آپ اس اعتبار سے خدا تعالیٰ کے اس نشان کا حصہ ہیں اس لئے میں تہجد کی نماز میں چالیس روز تک آپ کی ترقی کے لئے دعا کروں گا۔

خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ میرے اس چالیس روزہ دعا کے اختتام پر ابھی پانچ دن اوپر ہوئے تھے کہ آرمی گزٹ میں یہ اعلان ہوا کہ بریگیڈیئر کُڈ کو D.S.O یعنی Distinguished Order Service کا اعزاز دیا گیا ہے۔ جب میں انہیں اس اعزاز پر مبارکباد دینے گیا تو وہ کہنے لگے: ” مسٹر احمدی یہ تمہاری چالیس روزہ دعا کا نتیجہ ہے“۔

دوسرا خدا تعالیٰ کا فضل بلکہ اس کا معجزانہ تصرف یہ ہوا کہ اس واقعہ پر چند روز ہی گزرے تھے کہ ایک اور گزٹ خود آپ کے متعلق شائع ہوا جو یہ تھا:

” مسٹر احمدی کو کمانڈر انچیف کی طرف سے آئی ایم ایس ایم کا تمغہ عطا کیا گیا ہے۔“

آپ کو بعد میں پتہ چلا کہ بریگیڈیئر کُڈ نے اپنی طرف سے اور یقیناً خدائی تصرف کے ماتحت آپ کے بارہ میں حسن کارکردگی کی رپورٹ کرتے ہوئے اس تمغہ کے لئے سفارش کی تھی۔

الحاج احمدی صاحب کہتے ہیں کہ: تحدیث نعمت کے طور پر اور مخالفین کو خدا تعالیٰ کی قدرت اور غیرت کا تماشا دکھانے کے لئے تمغہ ملنے کے بعد میں چند روز کی رخصت لے کر اپنے پہلے دفتر میں گیا اور اپنے احمدی دوست السید علی حسن کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے ان مخالف کلرکوں کے دفتروں میں گھوماتا کہ وہ خدا تعالیٰ کے اس زندہ نشان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں“۔

(ملخص از برہان ہدایت تالیف مولوی عبد الرحمٰن صاحب مبشر بحوالہ الفضل ربوہ 11 مارچ 2016)

کاغذ کی گولی سے شفاء

بیماری سے شفایابی کا ذکر چل رہا ہے۔اس ضمن میں ایک دلچسپ واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ قادیان میں ایک نوجوان کے پیٹ میں اس قدر شدید درد اٹھا کہ اس نے چیخ وپکار سے سارا محلہ سر پر اٹھالیا۔شدت درد سے تڑپتے ہوئے اس نوجوان کے گرد لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ان میں حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔آپ نے ایک آدمی کو دوڑایا کہ ڈاکٹر کو لے آؤ اور خود جیب سے ایک کاغذ نکالا۔اس کے ایک حصہ کو بل دیکر ایک گولی بنائی اور دعا کر کے اس نوجوان کو پانی کے ساتھ کھلا دیا۔پانچ منٹ کے اندر اندر ڈاکٹر کے آنے سے قبل ہی نوجوان کو آرام آگیا!

اس واقعہ میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ کاغذ کی گولی میں تو شفاء کی طاقت نہ تھی لیکن عاجزانہ دعا کی برکت سے زندہ خدا کی صفتِ شفاء حرکت میں آگئی تو وہی کاغذ کی گولی معجزانہ طور پر شفاء کا ذریعہ بن گئی!

(حوالہ؟)

دستِ غیب سے مہمان نوازی

حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ 1935 میں تبلیغی دورہ جات کے دوران حکم تھا کہ سفر کے لئے اپنے ساتھ بھنے ہوئے چنے وغیرہ رکھ لیا کریں کیونکہ زیادہ تر سفر پیدل ہوتا تھا اور اکثر چالیس پچاس کلومیٹر سے بھی زائد ہوتا تھا۔ایک بار میں سفر پت پیدل روانہ ہوا تو کھانے پینے کا سامان جو پاس تھا وہ دو دن پیدل سفر کے دوران ختم ہوگیا۔تیسرے دن جنگل میں اکیلا خدا کو یاد کرتا ہوا جا رہا تھا کہ اشد بھوک نے ستانا شروع کیا اور کمزوری بہت محسوس ہونے لگی۔غرضیکہ چلنا بھی مشکل ہوگیا۔اپنے ہمراہ کتابوں کا جو بیگ اٹھایا ہوا تھا اسے سرہانا بنا کر تھوڑی دیر کے لئے ایک فصل کے کنارے لیٹ گیا۔انتہائی کمزوری کی وجہ سے نڈھال تھا ۔کچھ دیر کے لئے آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ باریش سفید کپڑوں میں ملبوس ہاتھ میں بڑا پیتل کا گلاس لئے ہوئے جو دودھ سے بھرا ہوا تھا، میرے پاس آئے اور کہنے لگے اسے پی لیں۔میں نے ان کے ہاتھ سے وہ گلاس لے کر پی لیا۔جب میری آنکھ کھلی تو وہاں کوئی شخص موجود نہیں تھا اور میرا پیٹ بھی بھرا ہوا تھا۔پھر دوبارہ میں چل پڑا۔راستہ میں مجھے دودھ کے ڈکار آتے رہے اور خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے میں اس طرح منزل پر پہنچا کہ کمزوری کا نام ونشان تک نہیں تھا

(ملخص از میری یادیں از حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 20 جولائی 2012 صفحہ 18)

معجزانہ حفاظت

ہندوستان میں ایک دفعہ سُنّی علما سے مناظرہ تھا جس کے لئے پیدل لمبا سفر کر کے پہنچنا تھا۔ایک دوست کو ساتھ لے لیا۔اسے اپنی جماعتی کتابیں اٹھانے کے لئے دی ہوئی تھیں۔زیادہ سفر کا حصہ جنگل میں سے گزرنا تھا۔راستہ میں بارش شروع ہو گئی۔بہت تیز بارش تھی چنانچہ فوری طور پر جو قریب بڑا درخت تھا اس کے نیچے ہم دونوں نے رکنا ضروری سمجھا وگرنہ کپڑے اور کتابیں سب کچھ بھیگ جاتا۔

ابھی وہاں کھڑے ہوئے چند منٹ ہی ہوئے تھے کہ مجھے تفہیم ہوئی کہ فوراً درخت کو چھوڑ دینا چاہیئے اور اتنی شدت سے ہوئی کہ میں نے اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑ کر فوراً بارش میں ہی چلنا شروع کر دیا۔ابھی ہم چند قدم ہی دور گئے تھے کہ اس درخت پر آسمانی بجلی گری اور دو ٹکڑے ہو گیا۔خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے ہم دونوں کو معجزانہ طور پر بچا لیا۔الحمدللہ

(ملخص از میری یادیں از حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 20 جولائی 2012 صفحہ 18)

زندہ خدا کی قدرت سے بند چشمہ جاری ہو گیا!

یہ واقعہ چار کوٹ کشمیر کا ہے کہ تبلیغ کرتے ہوئے جب آپ وہاں پہنچے تو چوپال پر گاؤں کے لوگ اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ان دنوں قحط کا سا حال تھا۔لمبے عرصے سے بارشیں نہیں ہوئی تھیں اور جانور چارہ نہ ہونے کی وجہ سے مر رہے تھے۔جب آپؓ نے تبلیغ کرنی شروع کی تو ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہم اور ہمارے جانور قحط سے مر رہے ہیں، ہم تب آپ کی باتوں کو سچی مانیں گے کہ یہ چشمہ جو آج کل بالکل خشک ہے اگر آپ دعا کر کے اس میں پانی لا دیں۔آپؓ نے ان سے پوچھا کہ آپ یہ بات خدا کو حاضر ناظر جان کر کہہ رہے ہیں یا تمسخر کے طور پر کہہ رہے ہیں۔ان سب نے یہ کہا کہ ہم دل سے یہ بات کہہ رہے ہیں۔آپؓ کہنے لگے کہ پھر سب میرے ساتھ آؤ۔آپؓ ان کو لے کر چشمہ پر پہنچے اور کہا کہ اس چشمہ کے ارد گرد لائن میں جوتیاں اتار کر اور پاؤں رکھ لو اور میرے ساتھ مل کر دعا کرو۔سخت گرمی کے دن تھے اور پتھریلی اور بہت گرم تھی۔سب نے خدا کے حضور ہاتھ اٹھا لئے اور آپ نے دعا شروع کروائی اور اپنے رب سے معجزہ مانگا۔دعا ابھی جاری تھی کے اس خشک چشمہ میں ”غٹ غٹ“ کی آواز سے پانی آنا شروع ہوا اور وہ چشمہ آج تک خشک نہیں ہوا۔اس معجزہ کو دیکھنے کے بعد ان میں سے اکثر احباب نے احمدیت قبول کی۔

(ملخص از میری یادیں از حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 20 جولائی 2012 صفحہ 18)

حملہ آور دشمن کا بازو کٹ گیا

حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ زندہ خدا کی قادرانہ تجلی کا دوسرا واقعہ کچھ یوں ہوا کہ میں بٹالہ میں ایک لوہار کو اس کی دوکان پر جا کر اکثر تبلیغ کیا کرتا تھا لیکن وہاں کا غیر احمدی مولوی اسے آپؑ کے خلاف بھڑکاتا رہتا۔ اور آخر اس نے لوہار کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ ہتھوڑا مار کر آپؓ کو اپنی دوکان کے اندر ہی ختم کر دے۔ یہ بات آپؓ کے علم میں نہیں تھی لہٰذا حسبِ معمول آپؓ اس کی دوکان پر گئے۔ ابھی اندر قدم رکھا ہی تھا کہ اس نے ہتھوڑا پکڑ کر آپؓ کے سر پر مارنے کے لئے بازو اٹھایا تو اس کا دایاں بازو رسی پر لٹکائی ہوئی ایک درانتی پر اس زور سے لگا کہ ہتھوڑا گر گیا اور اس کا بازو کٹ گیا۔ اس نے شور مچانا شروع کر دیا اور اسے جب لوگ اٹھا کر لے جا رہے تھے تو وہ کہتا جاتا تھا کہ ان کا مہدی سچا ہے۔ ان کا مہدی سچا ہے۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی قدرت سے بچا لیا اور اس کی زبان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کا اقرار بھی کروا دیا۔

(ملخص از میری یادیں از حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 20 جولائی 2012 صفحہ 18)

زندہ خدا کی مدد کا ایمان افروز واقعہ

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحبؓ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں قادیان مقدس میں تھا۔ اتفاق سے گھر میں اخراجات کے لئے کوئی رقم نہ تھی اور میری بیوی کہہ رہی تھیں کہ گھر کی ضروریات کے لئے کل کے واسطے کوئی رقم نہیں۔ بچوں کی تعلیمی فیس بھی ادا نہیں ہو سکی۔ سکول والے تقاضہ کر رہے ہیں بہت پریشانی ہے۔

ابھی وہ یہ بات کہہ رہی تھیں کہ دفتر نظارت سے مجھے حکم پہنچا کہ کہ دہلی اور کرنال وغیرہ میں بعض جلسوں کی تقریب ہے، آپ ایک وفد کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو کر ابھی دفتر میں آجائیں۔ جب میں دفتر جانے لگا تو میری اہلیہ نے پھر کہا کہ آپ لمبے سفر پر جا رہے ہیں اور گھر میں بچوں کے گزارہ اور اخراجات کے لئے کوئی انتظام نہیں۔ میں ان چھوٹے بچوں کے لئے کیا انتظام کروں؟

میں نے کہا کہ میں سلسلہ کا حکم ٹال نہیں سکتا۔ صحابہ کرامؓ جب اپنے اہل و عیال کو گھروں میں بے سروسامانی کی حالت میں چھوڑ کر جہاد کے لئے روانہ ہوتے تو گھر والوں کو یہ بھی خطرہ ہوتا تھا کہ نہ معلوم وہ واپس آتے ہیں یا شہید کا مرتبہ پاکر ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہو جاتے ہیں اور بچے یتیم اور بیویاں بیوہ ہو جاتی ہیں۔ لیکن (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں) ہم سے اور ہمارے اہل و عیال سے نرم سلوک کیا گیا ہے۔ اور ہمیں قتال اور حرب در پیش نہیں بلکہ زندہ سلامت آنے کے امکانات زیادہ ہیں۔ پس آپ کو اس نرم سلوک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانا چاہیئے۔

اس پر میری بیوی خاموش ہو گئیں اور میں گھر سے نکلنے کے لئے باہر کے دروازہ کی طرف بڑھا۔ اس حالت میں میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ " اے میرے محسن خدا تیرا یہ عاجز بندہ تیرے کام کے لئے روانہ ہو رہا ہے اور گھر کی حالت تجھ پر مخفی نہیں۔ تو خود ہی ان کا کفیل ہو اور ان کی حاجت روائی فرما۔ تیرا یہ " عبدِ حقیر " ان افسردہ دلوں اور حاجت مندوں کے لئے راحت و مسرت کا کوئی سامان مہیا نہیں کر سکتا۔ "

میں دعا کرتا ہوا، ابھی بیرونی دروازہ تک نہ پہنچا تھا کہ باہر سے کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ جب میں نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا تو ایک صاحب کھڑے تھے۔ انہوں نے کہا کہ فلاں شخص نے ابھی ابھی مجھے بلا کر مبلغ یکصد روپیہ دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ آپ کے ہاتھ میں دے کر عرض کیا جائے کہ اس دینے والے کے نام کا کسی سے ذکر نہ کریں۔

میں نے وہ روپیہ لے کر انہی صاحب کو اپنے ساتھ لیا اور کہا کہ میں تو اب گھر سے تبلیغ کے سفر کے لئے نکل پڑا ہوں۔ بازار سے ضروری سامان خورد و نوش لینا ہے وہ آپ میرے گھر پہنچا دیں۔ کیونکہ میرا اب دوبارہ گھر واپس جانا مناسب نہیں۔ وہ صاحب بخوشی میرے ساتھ بازار گئے۔

میں نے ضروری سامان خرید کر ان کو میرے گھر لے جانے کے لئے دیدیا اور بقیہ رقم متفرق ضروریات کے لئے ان کے ہاتھ گھر بھجوا دی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک "

(حیات قدسی صفحہ 266-267)